(S_1997_5_236_245)

سپریم کورٹ رپورٹس (1997) SUPP. 5 ایس سی آر

شریمتی ربیتی دیوی

بنام

رام دت اور دیگر وغیرہ

19 نومبر 1997

[ایس۔ بی۔ مجمدار اور ایم۔ جگن ناد ھا راو، جسٹسز]

بے نامی لین دین (روک تھام) ایکٹ، 1988:

دفعہ 3 اور 4- بے نامی لین دین- بیوی کے نام پر خریدی گئی جائیداد-منعقد-ایکٹ کے نافذ ہونے کے بعد بھی بے نامی کی درخواست کھلی ہے- بارِ ثبوت - بے نامی لین دین کی درخواست کرنے والے افراد کو ابتدائی بارِ ثبوت اٹھانا ہوگا۔

درخواست گزار کی جانب سے اپنے ایک بیٹے 'آر' سے جائیداد پر قبضہ کرنے کا مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ یہ دلیل دی گئی تھی کہ یہ جائیداد خود حاصل کی گئی تھی، اپنے پیسے سے خریدی گئی تھی۔ مدعا علیہان یعنی 'آر' کے قانونی وارثوں نے موقف اختیار کیا کہ جائیداد کا اصل مالک درخواست گزار کا شوہر ہے جس نے اپنی بیوی کے نام پر جائیداد خریدی تھی تاہم مدعا علیہان کی جانب سے بے نامی ٹرانزیکشن کی درخواست ٹرائل کورٹ نے مسترد کر دی تھی۔ اپیلیٹ کورٹ نے ٹرائل کورٹ کے فیصلے کو تبدیل کر دیا جس کی ہائی کورٹ نے تصدیق کی۔ موجودہ اپیل میں درخواست گزار کے بیٹے اور واحد قانونی وارث "ایم" کے لئے یہ دلیل دی گئی تھی کہ بے نامی لین دین کا دعوی کرنے والے افراد کو ثبوت کا ابتدائی بوجھ اٹھانا ہوگا اور بے نامی کی درخواست 1988 کے ایکٹ کے بعد مدعا علیہان کے لئے کھلی نہیں ہوگی اور نند کشور مہرا کے معاملے میں راج گوپال ریڈی کے معاملے میں طے شدہ اصولوں پر شک کیا گیا تھا اور اس لئے، 1988 کا ایکٹ اس معاملے کے حقائق پر لاگو ہوتا ہے، حالانکہ

اس ایکٹ کے نافذ ہونے سے پہلے بے نامی کا دفاع اٹھایا گیا تھا۔ دوسری جانب مدعاعلیہان نے دلیل دی کہ راج گوپال ریڈی کا معاملہ اچھا ہے اور نند کشور کے معاملے میں بھی اس پر کوئی شک نہیں کیا گیا ہے، پہلی اپیلیٹ کورٹ کے ذریعہ حاصل کردہ حقائق میں ہائی کورٹ نے صحیح طور پر مداخلت نہیں کی ہے اور نہ ہی اس عدالت کی طرف سے کسی مداخلت کی ضرورت ہے۔

اپیل مسترد کرتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد 1 :۔ مدعاعلیہان جنہوں نے اپنے تحریری بیان میں بے نامی کا دفاع کیا ہے انہیں ثبوت کا ابتدائی بوجھ اٹھانا ہوگا اور بے نامی کی درخواست قائم کرنی ہوگی۔ جب دونوں فریقوں نے ثبوت پیش کیے تو ثبوت کے بوجھ کا سوال بے معنی ہوگیا۔ لہٰذا ہائی کورٹ نے نچلی اپیلیٹ کورٹ کے اس فیصلے میں مداخلت نہ کرنے کا فیصلہ درست قرار دیا کہ مدعاعلیہان نے مذکورہ بوجھ اٹھایا تھا۔ اس اپیل میں مذکورہ حقائق کو پیش نہیں کیا جاسکتا۔ (241-بی-سی)

2.1۔ متھلیش کماری بمقابلہ پریم بہاری کھرے کو نظرانداز کرتے ہوئے بے نامی لین دین (روک تھام) ایکٹ 1988 کے سلسلے میں راج گوپال ریڈی کے معاملے میں طے شدہ اصول درج ذیل ہیں:

(i) اگرچہ دفعہ 4(1) بے نامی کی درخواست کو مقدمہ، دعوے یا کارروائی میں اٹھانے سے منع کرتی ہے اور پھر دفعہ 4(2) مقدمات، دعووں یا کارروائیوں میں بے نامی کے دفاع کو روکتی ہے، لیکن یہ دونوں دفعات 19.5.88 تک زیر التوا معاملات میں ایسی درخواستوں پر فیصلے کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہیں اگر ایسی درخواستیں پہلے ہی ایک فریق یا دوسرے فریق کی طرف سے 19.5.88 سے پہلے اٹھائی گئی تھیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس طرح کی درخواستیں جو 19.5.88 سے پہلے ہی اٹھائی جا چکی تھیں، ان کا مقصد اس ایکٹ سے متاثر ہونا نہیں تھا، اگر وہ 19.5.88 تک زیر التوا دعووں یا کارروائیوں میں اٹھائے گئے تھے۔ دفعہ 7 میں منسوخی کی شق نے ٹرسٹ ایکٹ کی دفعہ 82 کو صرف اسی طریقے سے اور اس حد تک منسوخ کر دیا۔

(ii) دفعہ 4(1) کی واضح زبان میں کسی بھی بے نامی جائیداد کے بارے میں اصل مالک کا کوئی حق دفعہ 4(1) کے چلنے کے بعد قابل عمل نہیں ہوگا، بھلے ہی ایسا لین دین 19.5.88 سے پہلے کیا گیا ہو اور اس طرح کی درخواست کی بنیاد پر کوئی مقدمہ دائر نہیں کیا جاسکتا، 19.5.88 کے بعد۔ اسی پابندی کا اطلاق دفعہ 4(2) کے ایک معاملے میں بھی ہوتا ہے جو 19.5.88 سے پہلے کسی لین دین کے سلسلے میں بے نامی درخواست دینے کے بعد دفاع کے لئے لیا گیا تھا۔لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلا کہ جہاں جائیداد کو بے نامی قرار دینے کے لئے 19.5.88 سے پہلے ہی اس طرح کی درخواست دائر کی گئی تھی، اس طرح کی درخواست کو صرف اس وجہ سے بند کر دیا گیا کیونکہ 19.5.88 سے پہلے اس طرح کی درخواست جس کارروائی میں 19.5.88 کو دائر کی گئی تھی وہ 19.5.88 کو زیر التوا تھی۔

(iii) جہاں مقدمہ 19.5.88 سے پہلے دائر کیا گیا تھا اور 19.5.88 کو یا اس کے بعد دائر کسی تحریری بیان میں بے نامی کی درخواست دائر کی گئی تھی، تو بے نامی کی ایسی درخواست پر بھی غور نہیں کیا جاسکتا تھا۔ حالانکہ اگر دفاع میں اس طرح کی عرضی 19.5.88 سے پہلے اٹھائی گئی تھی، تو ایکٹ اس سوال کو 19.5.88 کو زیر التوا کارروائی میں فیصلہ کرنے سے نہیں روکتا تھا۔متھلیش کماری کا معاملہ یہ کہنا غلط تھا کہ اس طرح کے دفاع کا فیصلہ 19.5.88 کے بعد نہیں کیا جاسکتا، حالانکہ عرضی 19.5.88 سے پہلے اٹھائی گئی تھی۔

(iv) اگر (i) سے (iii) میں بیان کی گئی ایسی تشریح دی گئی ہو تو یہ جائز طور پر استدلال نہیں کیا جاسکتا کہ 19.5.88 کو یا اس سے پہلے دائر کیے گئے مقدمات اور 19.5.88 کو یا اس سے پہلے دائر کیے گئے مقدمات اور 19.5.88 کے بعد دائر مقدمات کے درمیان غیر قانونی تفریق کا سوال پیدا ہوا ہے۔

(v) اگرچہ لفظ 'مقدمہ' میں اپیل یا مزید اپیلیں شامل ہوسکتی ہیں، لیکن دفعہ 4(1) اور 4(2) کو ان بعد کے مراحل پر لاگو نہیں کیا جاسکتا ہے۔

(vi) بے نامی داروں کے خلاف حقیقی مالکان کے خلاف 19.5.88 کے بعد مدعی یا درخواست دہندگان اور دفاع کی درخواستوں کو دفعہ 4(1) اور دفعہ 4(2) کے تحت صرف اس حد تک روک دیا گیا تھا جس کی نشاندہی اوپر کی گئی ہے۔ [241-ڈی-ایچ؛242-اے-ایف]

2.2۔ آر۔راج گوپال ریڈی کے معاملے سے نکالے گئے مذکورہ بالا چھ اصولوں میں نند کشور مہرا کے معاملے میں درج ذیل مزید اصول شامل کیے جائیں:

(vii) اگر کسی مقدمے، دعوے یا کارروائی میں بے نامی پر مبنی درخواست یا دفاع 19.5.88 کے بعد بھی اٹھایا جاتا ہے اور خریداری بیوی یا غیر شادی شدہ بیٹی کے نام پر ہوتی ہے۔ بے نامی کی اس طرح کی درخواست جائز ہے اور راج گوپال ریڈی کا معاملہ صرف اس وجہ سے آڑے نہیں آئے گا کہ درخواست 19.5.88 کے بعد دائر کی گئی ہے۔ اس طرح کی درخواست اگر اٹھائی جاتی ہے تو اس پر دفعہ 3(2) میں درج قانونی مفروضے کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کرنا ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایکٹ کہتا ہے کہ اگر خریداری بیوی یا غیر شادی شدہ بیٹی کے نام پر ہے تو دفعہ (1) میں پابندی لاگو نہیں ہوگی۔ دفعہ (2) کو ایکٹ کی دفعات سے مستثنٰی کے طور پر نافذ کیا گیا ہے اور اس کی تشریح کا انحصار اس سوال پر نہیں ہے کہ دفعہ 4(1) اور 4(2) کس حد تک سابقہ ہیں۔

(viii) اگر معاملہ دفعہ 4(3)(اے) میں استثنٰی کے دائرے میں آتا ہے یعنی جہاں وہ شخص جس کے نام پر جائیداد رکھی گئی ہے وہ ہندو غیر منقسم خاندان میں شریک کار ہے اور جائیداد خاندان کے شریک سرپرستوں کے فائدے کے لئے رکھی گئی ہے یا جہاں دفعہ 4(3)(بی) میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ شخص جس کے نام پر جائیداد رکھی گئی ہے وہ امانت دار یا دوسرا شخص ہے جو امانت دار کی حیثیت سے کھڑا ہے اور جائیداد کسی دوسرے شخص کے فائدے کے لئے رکھی جاتی ہے جس کے لئے وہ ٹرسٹی ہے یا جس کی طرف وہ اس طرح کی حیثیت سے کھڑا ہے، تو دونوں صورتوں میں اگر 19.5.88 کے بعد دائر مقدمے میں ایسی درخواست یا دفاع اٹھایا جاتا ہے تو اس کا فیصلہ عدالت دفعہ 4(1) یا 4(2) کے باوجود اور آر راج گوپال ریڈی کے معاملے میں جو بھی فیصلہ کیا گیا ہے اس کے باوجود فیصلہ کرسکتی ہے۔

[243-سی-ایچ؛244-اے-ای]

نند کشور مہرا بنام سشیلا مہرا، (1995)۔ 4ایس سی سی 572 اور راج گوپال ریڈی بنام پدمنی چندر شیکھرن، [1995] 2ایس سی سی 630، نے وضاحت کی اور اس پر بھروسہ کیا۔

متھلیش کماری بنام پریم بہاری کھرے،[19891(2)ایس سی سی 95۔وراج لال گنترا کے وارث بنام پرشوتم ایس شاہ(1996)(4)ایس سی سی 490اور شنکر ہائی اور شنکر انسٹی ٹیوٹ بنام کشوری لائی گوینکا(1996) 6ایس سی سی 55 کے وارثوں کا حوالہ دیا گیا ہے۔

3۔ مذکورہ بالا باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ نند کشور کے معاملے میں راج گوپال ریڈی کے معاملے پر شک تھا۔نند کشور کے معاملے میں کہی گئی کسی بھی بات سے راجو پالا کے معاملے کا فیصلہ کسی بھی طرح سے متزلزل نہیں ہے۔درحقیقت، یہ فیصلے کو قبول کرنے کے لئے آگے بڑھتا ہے اور پھر ایکٹ کی دفعہ 3(2)میں فراہم کردہ استثنیات کے معاملے پر غور کرتا ہے۔دونوں معاملے ایکٹ کے مختلف پہلوؤں سے نمٹتے ہیں اور ہر معاملہ ایکٹ کی مختلف دفعات کو چلاتا رہتا ہے۔(244-ای؛245-ای)

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : دیوانی اپیل نمبر 6486 آف 1983 وغیرہ۔

1973 کے ایس۔اے۔نمبر 1001 میں الہ آباد ہائی کورٹ کے 29.2.80 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لئے اروند کمار اور مسز لکشمی اروند۔

جواب دہندگان کے لئے مسز ایس جانانی۔

عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا گیا:

ایم۔جگناد ھاراو، جسٹس۔ 1983 کی سول اپیل نمبر 6486 محترمہ ریبتی دیوی (بعد میں) نے دائر کی ہے اور ان کے بیٹے شری مہیش دت گپتا نے 18.12.1972 کی رجسٹرڈ وصیت کے تحت ان کے واحد وکیل ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے اسے جاری رکھا ہوا ہے۔یہ اپیل الہ آباد ہائی کورٹ کے 29 اپریل 1980 کے ریگولر سیکنڈ اپیل نمبر 1001/1973 میں 1968 کے مقدمہ نمبر 1263 سے متعلق

فیصلے کے خلاف ترجیح دی جاتی ہے۔دیوانی اپیل میں مدعاعلیہ مہیش دت گپتا کے بھائی یعنی مرحوم رام دت گپتا کے قانونی وارث ہیں۔

مہیش دت گپتا (مہیش گپتا کے بھائی) کے قانونی نمائندوں نے مہیش گپتا اوران کے خاندان کے دیگر افراد کے خلاف مہیش گپتا اور دیگر اہل خانہ کی طرف سے 30.5.1997 کوالہ آباد ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف خصوصی اجازت عرضی نمبر 17883/1997 دائر کی ہے جس میں مہیش دت گپتا کی اپیل کومنظور کیا گیا تھا اور ریبتی دیوی کی وصیت کے سلسلے میں 18.12.1972 کو ان کے حق میں ضمانت دی گئی تھی۔ ایس ایل پی میں درخواست گزاروں کے وکیل نے منصفانہ طور پر کہا ہے کہ اس میں 1996 کے ایس ایل پی اور آئی ایل پر دباو نہیں ڈالا جارہا ہے۔لہٰذا ہمارے پاس صرف 1983 کی سول اپیل نمبر 6486 رہ گئی ہے اور ایس ایل پی مہیش دت گپتا کی برطرفی کے پیش نظر وہ اپنی متوفی والدہ ریبتی دیوی کی جگہ مذکورہ سول اپیل جاری رکھ سکتے ہیں۔اس کا نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ مہیش دت بھی اس طرح کے مفادات کے وارث ہونے کا دعویٰ کرسکتے ہیں جو ریبتی کے پاس ہے، بھلے ہی اس کا جائیداد کا حقیقی مالک ہونے کا کیس اس عدالت میں ایک بار پھر مسترد کردیا جائے۔

1968 کا مقدمہ نمبر 1263 جس میں سے سول اپیل اٹھتی ہے، محترمہ ریبتی ڈاوی نے اپنے ایک بیٹے رام دت گپتا کے قبضے سے جائیداد پر قبضہ کرنے کے لئے دائر کی تھی۔مدعی نے رام دت گپتا کو پہلا مدعا علیہ اور ان کے بیٹے سریندرناتھ گپتا کو دوسرا مدعاعلیہ نامزد کیا ہے۔انہوں نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے 1.6.1955 کو 5000 روپے میں رجسٹرڈ سیل ڈیڈ کے تحت سوٹ پراپرٹی خریدی تھی۔اس کے زیورات اور زیورات کی فروخت سے حاصل ہونے والی رقم اور اس کے رشتہ داروں کی طرف سے دی گئی رقم میں سے اور باقاعدگی سے قرض دے کر حاصل ہونے والی آمدنی میں سے بھی۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ ان کے شوہر اجگر لائی کے پاس کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔رام دت کے علاوہ ان کے دیگر بچے برہم دت، رمیش دت، مہیش دت اور بیٹیاں پریم دیوی، چندرکانت ہیں۔ان کا دعویٰ ہے کہ دونوں کے بیٹے الگ ہو گئے تھے اور 1960 میں انہوں نے رام دت کو اپنے کاروبار کے لیے سوٹ پراپرٹی کے گراونڈ فلور پر قبضہ کرنے کی اجازت دی تھی اور رام دت نے اسے خالی نہیں کیا تھا۔وہ قبضے کے لئے مقدمہ کررہی تھی۔رام دت اور ان کے بیٹے کا دفاع یہ تھا کہ یہ جائیداد ان کے والد اجگر لائی نے 1.6.1955 کو رام دت کی والدہ ریبتی دیوی کے

نام پر خریدی تھی اور اس کی پوری رقم اس والد نے ادا کی تھی کہ ان کے والد اصل مالک تھے اور ان کی موت کے بعد یہ جائیداد قانون کے مطابق ان کی بیوی (مدعی) اور دیگر بچوں کو منتقل کر دی گئی ہے۔

دونوں فریقوں نے ثبوت پیش کیے۔ ٹرائل کورٹ نے 18 دسمبر 1971 کو اپنے فیصلے میں مدعی کیس کو قبول کیا اور کہا کہ مدعی بے نامی دار نہیں تھا اور اس کا شوہر اصل مالک نہیں تھا۔ لیکن اپیل پر اپیلیٹ کورٹ نے ایک سوچے سمجھے فیصلے میں فیصلے اور حکم نامے کو الٹ دیا اور 9.3.1973 کو مقدمہ خارج کر دیا، اس فیصلے کی تصدیق ہائی کورٹ نے 29.2، 1980 کو دوسری اپیل میں کی۔

مدعی اور اپیل کنندہ (ریبتی دیوی کے قانونی نمائندے) کے وکیل نے کہا کہ جائیداد ریبتی دیوی کے نام پر کھڑی ہے اور بے نامی کی عرضی لے کر آنے والے مدعا علیہان نے ان پر عائد ذمہ داری ادا نہیں کی ہے۔ بے نامی لین دین (روک تھام) ایکٹ 1988 کا حوالہ دیتے ہوئے یہ بھی دلیل دی گئی تھی کہ دفاع میں اٹھائی گئی بے نامی کی درخواست مدعا علیہان کے لئے کھلی نہیں ہے اور نند کشور مہرا بنام سمہیلا مہرا، [1995] 4 ایس سی سی 572 (جو تین ججوں کا فیصلہ ہے) میں طے شدہ اصول آر سجا گوپال ریڈی بنام پدمی چندر شیکھرن، [1995] 2 ایس سی سی 630 (جو تین ججوں کا فیصلہ بھی ہے) میں طے شدہ اصولوں پر شک کیا گیا ہے۔ حالانکہ بے نامی کا دفاع 19.5.1988 کو اس قانون کے نافذ ہونے سے بہت پہلے اٹھایا گیا تھا، مدعا علیہ کے وکیل نے دلیل دی کہ پہلی اپیلیٹ کورٹ کے ذریعہ پیش کردہ حقائق کے نتائج میں ہائی کورٹ نے صحیح مداخلت نہیں کی تھی، اور یہ کہ اس میں آئین ہند کے آرٹیکل 136 کے تحت کسی مداخلت کی ضرورت نہیں تھی۔ یہ بھی کہا گیا کہ آر راج گوپال ریڈی کا معاملہ اچھا ہے اور نند کشور مہرا کے معاملے میں اس پر کوئی شک نہیں کیا گیا ہے۔

لہٰذا جہاں تک درخواست گزار کے وکیل کی پہلی عرضی کا تعلق ہے تو ہمارا خیال ہے کہ یہ سچ ہے کہ مدعا علیہان جنہوں نے اپنے تحریری بیان میں بے نامی کا دفاع کیا ہے انہیں ثبوت کا ابتدائی بوجھ اٹھانا ہوگا اور بے نامی کی درخواست قائم کرنی ہوگی۔ فریقین نے زبانی اور دستاویزی ثبوت پیش کیے۔ نچلی اپیلیٹ کورٹ نے دونوں فریقوں کی جانب سے پیش کیے گئے شواہد پر غور کیا تھا اور اس نتیجے پر پہنچی تھی کہ مدعا علیہان نے مذکورہ بوجھ اٹھایا ہے۔ جب دونوں فریقوں نے ثبوت پیش کیے تو ثبوت کے بوجھ کا سوال بے معنی ہو گیا۔ لہٰذا

ہائی کورٹ نے مذکورہ فیصلے میں مداخلت نہ کرنے کا درست فیصلہ کیا۔ مدعی یا اس کے قانونی نمائندے کی جانب سے اس سول اپیل میں مذکورہ حقائق کی تصدیق نہیں کی جا سکتی۔

دوسری عرضی کو سراہنے کے لیے ہمیں راج گوپال ریڈی کے معاملے [1995] 2 ایس سی 630 سے شروع کرنا ہوگا اور یہ جاننا ہوگا کہ بے نامی لین دین (روک تھام) ایکٹ، 1988 (اس کے بعد اسے ایکٹ کہا جاتا ہے) کے بارے میں اس نے اصل میں کیا فیصلہ کیا تھا۔ ایکٹ کی دفعات 3، 5 اور 8 فوری طور پر یعنی 5.9.1988 سے نافذ العمل ہوئیں جبکہ بقیہ دفعات کو 19.5.1988 سے نافذ العمل سمجھا گیا۔ اس معاملے میں جو اصول طے کیے گئے تھے، وہ متھلیش کماری بنام پریم بہاری کھرے، [1989] 2 ایس سی 95 کو نظر انداز کرتے ہوئے، اس طرح خلاصہ کیا جا سکتا ہے:

(1) سب سے پہلے، جبکہ دفعہ 4(1) بے نامی کی درخواست کو مقدمہ، دعوے یا کارروائی میں شامل کرنے سے منع کرتی ہے اور پھر دفعہ 4(2) مقدمے کے دعووں یا کارروائیوں میں بے نامی کا دفاع کرنے سے روکتی ہے،- یہ دونوں دفعات 19.5.1988 تک زیر التواء معاملات میں ایسی درخواستوں پر فیصلے کی راہ میں رکاوٹ نہیں تھیں اگر ایسی درخواستیں پہلے ہی ایک فریق یا دوسرے فریق کی طرف سے 19.5.1988 سے پہلے ہی دائر کی گئی تھیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایسی درخواستیں جو 19.5.1988 سے پہلے ہی اٹھائی جا چکی تھیں، ان کا مقصد اس قانون سے متاثر ہونا نہیں تھا، اگر وہ 19.5.1988 تک زیر التوا مقدمات، دعووں یا کارروائیوں میں اٹھائے گئے تھے۔ دفعہ 7 میں منسوخی کی شق نے ٹرسٹ ایکٹ کی دفعہ 82 کو صرف اسی طریقے سے اور اس حد تک منسوخ کر دیا۔

(2) دوسری بات یہ ہے کہ دفعہ 4(1) کے مطابق بے نامی جائیداد کے بارے میں اصل مالک کا کوئی بھی حق دفعہ 4(1) کے چلنے کے بعد قابل عمل نہیں ہوگا، بھلے ہی ایسا لین دین 19.5.1988 سے پہلے کیا گیا ہو اور 19.05.1988 کے بعد اس طرح کی درخواست کی بنیاد پر کوئی مقدمہ دائر نہیں کیا جا سکتا۔ اسی پابندی کا اطلاق دفعہ 4(2) کے معاملے میں 19.5.88 سے پہلے کے لین دین کے سلسلے میں بے نامی درخواست دینے والے دفاع پر

بھی ہوتا ہے۔ اس قانون کو صرف اسی حد تک سابقہ کہا جاسکتا ہے۔لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلا کہ جہاں جائیداد کو بے نامی قرار دینے کے لئے 19.5.1988 سے پہلے ہی اس طرح کی عرضی دائر کی گئی تھی، اس طرح کی درخواست کو صرف اس وجہ سے بند کر دیا گیا کہ جس کارروائی میں 19.5.1988 سے پہلے اس طرح کی عرضی دائر کی گئی تھی وہ 19.5.1988 کو زیر التوا تھی۔

(3) تیسری بات یہ کہ جہاں 19.5.1988 سے پہلے مقدمہ دائر کیا گیا تھا اور 19.5.1988 کو یا اس کے بعد دائر کیے گئے کسی تحریری بیان میں بے نامی کی درخواست دائر کی گئی تھی، تو بے نامی کی ایسی درخواست پر بھی غور نہیں کیا جاسکتا تھا۔ حالانکہ، اگر دفاع میں اس طرح کی عرضی 19.5.1988 سے پہلے اٹھائی گئی تھی، تو اس قانون نے اس سوال کا فیصلہ 19.5.1988 کو زیر التوا کارروائی میں کرنے سے نہیں روکا، متھملیش کماری کا یہ کہنا غلط تھا کہ 19.5.1988 کے بعد اس طرح کے دفاع کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا، حالانکہ عرضی 19.5.1 ″ 988 سے پہلے دائر کی گئی تھی۔

(4) چوتھی بات یہ ہے کہ اگر (1) سے (3) میں بیان کی گئی ایسی تشریح دی جائے تو یہ درست طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا کہ 19.5.1988 کو یا اس سے پہلے دائر کیے گئے مقدمات اور 19.5.1988 کے بعد دائر مقدمات کے درمیان غیر قانونی تفریق کا سوال پیدا ہوا۔

(5) پانچویں بات یہ ہے کہ اگرچہ لفظ دعویٰ میں اپیل یا مزید اپیلیں شامل ہوسکتی ہیں، لیکن دفعہ 4(1) اور 4(2) کو ان بعد کے مراحل پر لاگو نہیں کیا جاسکتا ہے۔

(6) چھٹا، 19.5.1988 کے بعد بے نامداروں کے خلاف حقیقی مالکان کی درخواستوں کو دفعہ 4(1) اور دفعہ 4(2) کے تحت صرف اس حد تک روک دیا گیا تھا جس کی اوپر نشاندہی کی گئی ہے۔

آر راج گوپال ریڈی کے معاملے میں یہی فیصلہ کیا گیا تھا۔

اب ہم نند کشور مہرا کا معاملہ [1995] 4 ایس سی سی 572 اٹھائیں گے۔ جیسا کہ ہم فی الحال ظاہر کریں گے، اس کیس کا تعلق ایک مختلف حقائق اور مختلف قانونی اصولوں سے تھا۔ ہم نے اس کیس کو ریکارڈ کے لئے بھیجا ہے اور پایا ہے کہ وہاں درخواست گزار نے 24.1.1992 (یعنی 19.5.1988 کے بعد) کو مقدمہ دائر کیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ اس نے 24.4.1964 کو اپنے لئے اعتماد میں لیکن اپنی بیوی (مدعاعلیہ) کے نام پر جائیداد خریدی تھی۔ بیوی نے اس قانون پر بھروسہ کیا اور آرڈر 7 رول 11 سی پی سی کے تحت پلینٹ کو مسترد کرنے کے لئے آئی اے دائر کیا۔ دہلی ہائی کورٹ نے 18 دسمبر 1993 کے اپنے حکم میں بیوی کی جانب سے دائر حکم 7 رول 11 کے تحت درخواست خارج کر دی تھی۔ مدعاعلیہ بیوی کی اپیل پر ہائی کورٹ کی ڈویژن بنچ نے 21 اپریل 1994 کے فیصلے کے ذریعے (بیوی کی) اپیل کو منظور کر لیا اور اس کو مسترد کرنے کی ہدایت دی کیونکہ ڈویژن بنچ نے محسوس کیا کہ ایکٹ کی دفعہ 3(1) لاگو ہوتی ہے۔ مدعی شوہر کی مزید اپیل پر عدالت نے اپیل منظور کر لی اور مدعاعلیہ بیوی کی جانب سے دائر آرڈر 7 رول 11 کے تحت درخواست مسترد کر دی گئی اور دفعہ 3(2) کے تحت قانونی مفروضے کو مدنظر رکھتے ہوئے مقدمہ میرٹ پر نمٹانے کی ہدایت کی گئی اور کہا گیا کہ دفعہ 3(1) کا اطلاق نہیں ہوتا کیونکہ یہ کیس دفعہ 3(2) میں موجود استثنیٰ کے تحت آتا ہے۔

اس عدالت نے آر راج گوپال ریڈی کے کیس [1995] 2 ایس سی سی 630 کا حوالہ دیا۔ 17.5.1988 کے بعد یہ اصول کہ یہ قانون سابقہ نہیں تھا جیسا کہ آر راج گوپال ریڈی کے معاملے میں کہا گیا تھا، اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ ابتدائی طور پر اس معاملے کی طرف راغب نہیں کیا گیا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ دفعہ 4(1) کا اطلاق اس وقت تک ہوتا ہے جب تک کہ معاملہ دفعہ 3(2) یا ایکٹ کی دفعہ 4(3) میں بیان کردہ استثنیات کے اندر نہ آتا ہو۔ اس معاملے میں، اس عدالت نے 19.5.1988 کے بعد کے مقدمے میں بے نامی کی درخواست کو منظور کیا کیونکہ عدالت دفعہ 3(2) میں استثنا کے بارے میں فکرمند تھی۔ عدالت نے اتفاق سے دفعہ 4(3) کے تحت آنے والے دیگر استثنیات کا بھی حوالہ دیا۔ اس معاملے میں اس عدالت نے نوٹ کیا کہ خریداری 24.4.1964 کو تھی اور بیوی کے نام پر تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس عدالت نے دفعہ 3(2) میں استثنیٰ کا حوالہ دیا جو بیوی یا غیر شادی شدہ بیٹیوں کے نام پر بے نامی خریداری سے

متعلق ہے۔اس عدالت نے دفعہ 3(2) میں اسی استثنیٰ کے تحت موجود مفروضے کا بھی حوالہ دیا کہ جب تک اس کے برعکس ثابت نہ ہو، بیوی یا غیر شادی شدہ بیٹیوں کے نام پر خریداری کے معاملات میں، یہ فرض کیا جائے گا کہ جائیداد بیوی یا غیر شادی شدہ بیٹیوں کے فائدے کے لئے خریدی گئی تھی۔ دفعہ 3(2) میں استثناء کے پیش نظر، دفعہ 3(1) کے تحت پابندی کا اطلاق نہیں ہوتا تھا۔ یہ کہا گیا تھا کہ اگر چہ یہ عرضی 19.5.1988 کے بعد دائر کی گئی تھی لیکن بے نامی کی اس طرح کی عرضی کو بند نہیں کیا گیا تھا۔اس عدالت نے ہدایت دی کہ دفعہ 3(2) میں موجود قانونی مفروضے کو لاگو کرتے ہوئے مقدمہ نمٹا دیا جائے جو لازمی طور پر تیار کیا جانا ہے لیکن جو قابل تردید ہے۔ 19.5.1988 کے بعد دائر مقدمے میں مدعی اب بھی یہ ثابت کر سکتا ہے کہ جائیداد اس نے اپنی بیوی کے فائدے کے لئے نہیں خریدی تھی اور وہ اس مفروضے کی تردید کر سکتا ہے اور دعوی کر سکتا ہے کہ وہ اصل مالک تھا۔

لہٰذا، آر راج گوپال ریڈی کے معاملے سے پہلے جن چھ اصولوں کو خارج کیا گیا ہے، ان میں نند کشور مہرا کے معاملے میں درج ذیل مزید اصول شامل کیے جا سکتے ہیں:

(7) ساتویں بات یہ ہے کہ اگر کسی مقدمے، دعوے یا کارروائی میں 19.5.1988 کے بعد بھی بے نامی پر مبنی درخواست یا دفاع کیا جاتا ہے اور خریداری بیوی یا غیر شادی شدہ بیٹی کے نام پر کی جاتی ہے، تو بے نامی کی ایسی درخواست جائز ہے اور آر راجگوپت ریڈی کا معاملہ صرف اس وجہ سے آڑے نہیں آئے گا کیونکہ درخواست 19.5.1988 کے بعد دائر کی گئی ہے۔ اس طرح کی درخواست اگر اٹھائی جاتی ہے تو اس پر دفعہ 3(2) میں طے شدہ قانونی مفروضے کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کرنا ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس ایکٹ میں کہا گیا ہے کہ اگر خریداری بیوی یا غیر شادی شدہ بیٹی کے نام پر ہے تو دفعہ 3(1) میں پابندی لاگو نہیں ہوگی۔ دفعہ 3(2) کو ایکٹ کی دفعات سے مستثنیٰ کے طور پر نافذ کیا گیا ہے اور اس کی تشریح کے لئے اس سوال پر منحصر نہیں ہے کہ دفعہ 4(1) اور 4(2) کس حد تک سابقہ ہیں۔

(8) آٹھویں، اگر معاملہ دفعہ 4(3)(اے) میں استثنیٰ کے دائرے میں آتا ہے، یعنی جہاں وہ شخص جس کے نام پر جائیداد رکھی گئی ہے وہ ہندو غیر منقسم خاندان میں شریک کار ہے اور

جائیداد خاندان کے شریک کاروں کے فائدے کے لئے رکھی گئی ہے یا جہاں دفعہ 4(3) (بی) میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ شخص جس کے نام پر جائیداد رکھی گئی ہے وہ امانت دار یا دوسرا شخص ہے جو امانت دار کی حیثیت سے کھڑا ہے۔اور جائیداد کسی دوسرے شخص کے فائدے کے لئے رکھی جاتی ہے جس کے لئے وہ ٹرسٹی ہے یا جس کی طرف وہ اس طرح کی حیثیت سے کھڑا ہے تو دونوں صورتوں میں اگر 19.5.1988 کے بعد دائر مقدمے میں ایسی درخواست یا دفاع اٹھایا جاتا ہے تو اس کا فیصلہ عدالت دفعہ 4(1) یا 4(2) کے باوجود اور آر راج گوپال ریڈی کے معاملے میں جو بھی فیصلہ کیا گیا ہے، اس کے باوجود"

مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر ہم یہ معلوم کرنے سے قاصر ہیں کہ نند کشور مہرا کے معاملے کو آر راج گوپال ریڈی کے معاملے پر شک کیسے کہا جا سکتا ہے۔ درحقیقت اس پر شک کرنا تو دور کی بات ہے۔ یہ مذکورہ فیصلے کو قبول کرتا ہے اور پھر دفعہ 3(2) میں فراہم کردہ استثنیات کے معاملے پر غور کرتا ہے۔ اتفاق سے اس قانون کی دفعہ 4(3) میں ایک اور استثنیٰ موجود ہے۔ یہ استثنیٰ 19.5.1988 کے بعد دائر مقدمات پر بھی لاگو ہوتے ہیں اور آر راج گوپال ریڈی کے معاملے میں جو فیصلہ کیا گیا ہے اس سے متاثر نہیں ہوتے ہیں۔

بحث مکمل کرنے کے لیے، ہم بعد میں آنے والے دو مقدمات کا بھی حوالہ دیں گے۔ ورج لال گنا ترا بمقابلہ پرشوتم ایس شاہ کے ورثاء، [1996] 4 ایس سی سی 490 میں مقدمہ ایک تھا جہاں 1981 میں مقدمہ دائر کیا گیا تھا جس میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ مدعا علیہ جس کے نام پر 16.12.1963 کا ڈیڈ تھا وہ بے نامی تھا۔ مدعی کے ورثاء نے ٹرائل کورٹ کے فیصلے کے خلاف 1990 میں گجرات ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی۔ نمبر 1988 کے ایکٹ پر مبنی تنازعہ ہائی کورٹ میں اٹھایا گیا۔ اس عدالت میں پہلی بار یہ دلیل دی گئی کہ درخواست ایکٹ کے ذریعہ ممنوع ہے۔ اس عدالت نے آر راجگوپالا ریڈی کے کیس کی پیروی کی اور کہا کہ یہ عرضی 19.5.1988 سے پہلے دائر مقدمے میں اٹھائی گئی تھی اور اسے ایکٹ کے تحت روکا نہیں گیا تھا۔ اس کے بعد عدالت نے مدعی کی اپیل کو خارج کرتے ہوئے میرٹ پر کیس کا فیصلہ کیا۔

شنکر مالی اینڈ شنکر انسٹی ٹیوٹ بنام کشوری لائی گوینکا، [1996] 7 ایس سی سی 55 کا فیصلہ 6.12.1994 کو تین ججوں کی بینچ نے کیا۔ اس کا فیصلہ آر راج گوپال ریڈی کے معاملے سے پہلے کیا گیا تھا لیکن بعد میں رپورٹ کیا جاتا ہے۔ ایک طرح سے اس نے وہی نقطہ نظر اپنایا جو آر راج گوپال ریڈی کے معاملے میں تھا۔ اس نے نوٹ کیا کہ ایکٹ کی دفعہ 3، 5 اور 8 فوری طور پر یعنی 5.9.1988 کو نافذ ہوئی اور بقیہ دفعات 19.5.1988 سے نافذ العمل ہوئیں۔ عدالت نے کہا کہ بے نامی کی عرضی 19.5.1988 سے پہلے اٹھائی گئی تھی اور یہ اعتراض کہ بے نامی دار کی جانب سے فرم کے حق میں 24.2.1964 کی ریلیز ڈیڈ اس ایکٹ کی وجہ سے غیر قانونی ہے، 19.5.1988 کے بعد اٹھانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی ہے۔ اس معاملے میں کرایہ کنٹرول کی کارروائی 1970 کے آس پاس شروع ہوئی اور بے نامی کی درخواست دائر کی گئی اور فرم کی جانب سے بھی یہ ثابت کیا گیا کہ بے نامی دار کی جانب سے 24.12.64 کی ریلیز ڈیڈ پر بھروسہ کرتے ہوئے فرم نے فرم کے حق میں 24.12.64 کو جاری کردہ رہائی کی دستاویز پر بھروسہ کیا۔ یہ اعتراض کہ ایکٹ کی دفعات کی وجہ سے یہ دستاویز غیر قانونی ہے، 19.5.1988 کے بعد متھلیش کماری [1989] 2 ایس سی سی 95 کے معاملے پر بھروسہ کرتے ہوئے اٹھایا گیا تھا، جس میں کہا گیا تھا کہ یہ ایکٹ سابقہ تھا۔ اس کے بعد آر راج گوپال ریڈی کے معاملے میں اس فیصلے کو واپس لے لیا گیا ہے۔ یہ واضح ہے کہ شنکر ہا لیس معاملے میں جو نتیجہ اخذ کیا گیا ہے، اسے اب آر راج گوپال ریڈی کے معاملے سے آسانی سے درست ٹھہرایا جا سکتا ہے، جس میں متھلیش کماری کے معاملے کو نظر انداز کیا گیا اور مذکورہ کیس میں طے شدہ اصولوں کی بنیاد پر۔

مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر ہمارا ماننا ہے کہ آر راج گوپال ریڈی کے معاملے کا فیصلہ نند کشور مہرا کے معاملے میں کہی گئی کسی بھی بات سے متزلزل نہیں ہے اور یہ کہ دونوں معاملے ایکٹ کے مختلف پہلوؤں سے نمٹتے ہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اور ہر معاملہ ایکٹ کی مختلف دفعات کو کنٹرول کرتا ہے۔

دیوانی اپیل اور خصوصی اجازت کی درخواست خارج کر دی جاتی ہے۔

ایس کے۔

اپیل اور پٹیشن خارج کر دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.10.09 17:19
I am the author of this
document